اقبال فراموشی کا تجزیاتی و تحقیقی جائزہ

عظمی نور/ ڈاکٹر شیر علی

Abstract:

Professor Fateh Muhammad Malik has thrown Light on the Philosophy of Iqbal's Separate Islamic identity in "Iqbal Faramoshi." He also tried to clarify and explain the reasons of Political, social and economic decline of the Muslims in general and the Muslims of Pakistan in Particular. The Muslims cannot only maintain their separate identity to keep themselves away from following the western civilization with the help of Iqbal's Philosophy but also they can get that lost glory again which has been pointed out by Iqbal in his poetry again and again because Iqbal's point of view is equally beneficial and source of guidance for the current and future generation of the Muslims.

فتح محمد ملک کا نام اقبال شناسی میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ انھوں نے اقبال کے بارے میں جو کتابیں لکھیں ان میں اقبال فکر و عمل، اقبال فراموشی اور اقبال کے سیاسی تصورات ہیں۔ یہاں ان کی کتاب اقبال فراموشی کا تجزیاتی و تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ کتاب 2002ء میں سنگِ میل پبلی کیشنز سے جاری ہوئی۔ اس میں پندرہ مضامین ہیں۔ پہلا مضمون ''اقبال اور شیطان کا سیاسی منشور'' کے عنوان سے ہے۔ اصل میں یہ ضرب کلیم میں شامل نظم ''ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام'' کی تشریح ہے۔ اس نظم میں موجودہ دور کے استعماری طاقتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ فتح محمد ملک نے موجودہ دور کے سیاسی، سماجی اور عالمی حالات کو اس نظم کے ساتھ جوڑا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''آج کے عالمی حالات پر نظر ڈالی جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ابلیس اور اس کے فرزند ماضی کی طرح مستقبل میں بھی اسی سیاسی منشور کی روشنی میں سر گرم عمل رہیں گا۔ ان دنوں ہمارے گرد و پیش میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کی روشنی میں اس چھ نکاتی منشور کی ہر شق تازہ تر معنویت سے لبریز نظر آنے لگی ہے۔''(۱)

اقبال نے اپنی پوری شاعری میں اپنے کلام میں کسی بھی جگہ ملااور ملائیت کو اچھے لفظوں میں یاد نہیں کیا مگر اس نظم میں انھوں نے ملا کو دین کی غیرت قرار دیا ہے۔

افغانیوں کے غیرتِ دین کا ہے یہ علاج
ملا کو ان کی کوہ ودمن سے نکال دو (۲)

اصل میں ابلیس ایک ایسا استعارہ ہے جو مسلمانوں کا کھلا دشمن ہے۔ آج کے دور میں یہ مغرب پرستی کی صورت میں نظر آتا ہے۔ مغرب اور مغربی استعمار کے خلاف جانے والے نظام کو اسلام دشمن عناصر سخت ناپسند کرتے ہیں۔ پروفیسر فتح محمد ملک اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

''ہم پاکستانیوں کے لیے یہ المیہ اور بھی زیادہ سنگین ہے کیونکہ پاکستان کا جغرافیائی وجود اقبال کی انقلابی اسلامی فکر کے آئینے میں جلوہ گر ہوا تھا مگر افسوس صد افسوس کہ اقبال کے سیاسی فرزند اقبال کو سرکاری چمنستانوں سے نکالنے میں کامیاب ہوگئے۔''(۳)

''اقبال فراموشی'' کا دوسرا مضمون ''ذوق وشوق'' کے حوالے سے ہے۔ یہ بال جبریل میں شامل ہے یہ مضمون دکھ سے عبارت ہے۔ اس میں خطبہ الہ آباد 1930ء اور دوسری گول میز کانفرنس 1931ء کا ذکر ہے۔ جس میں الگ وطن کا مطالبہ کیا گیا۔ یہاں اقبال شدید مایوس ہوئے۔ اس مایوسی کی وجہ مسلمانوں میں عشق کی آگ کی کمی ہے:

قافلہ حجاز میں ایک حسین بھی نہیں
گرچہ ہے تابدار ابھی گیسوئے دجلہ وفرات (۴)

اس کتاب میں تیسرا مضمون ''اقبال: اسلام اور مذاہب فقہ'' ہے جو صرف مذاہب فقہ تک محدود ہے۔ اختلافِ رائے ہمیشہ سیاسی، سماجی، معاشی و علمی میدان میں ترقی کی راہ ہموار کرنے میں مددگار ہوتی ہے مگر جب یہ جذبات تک محدود ہو جائے تو ترقی رک جاتی ہے۔ مسلمان فرقوں میں بٹ چکے ہیں وہ شیعہ، سنی، دیوبندی اور بریلوی بن چکے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تفرقے میں نہ پڑو اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔ دین اسلام کو یہودی، عیسائی، سکھ، ہندو مل کر ختم کرنا چاہتے ہیں اس لیے بحیثیت مسلمان ہمیں خود دین کی روح کو سمجھ کر اپنے لیے راہ منتخب کرنا ہوگی۔ اس سلسلے میں پروفیسر فتح محمد ملک لکھتے ہیں:

"امتِ مسلمہ کے روحانی اور مادی زوال کا بنیادی سبب فرقہ بندی اور ذات پات کا نظام ہے۔ مسلمانوں نے اسلام کی اصل روح سے روگردانی کرتے ہوئے نسلی برتری اور خونی رشتوں

کے تقدس کے جاہلانہ تصورات کو اپنا لیا ہے یوں ان کی قومی و ملی وحدت پارہ پارہ ہو کر رہ گئی ہے۔"(۵)

اقبال اسلام کو بہت بڑی قوت قرار دیتے ہیں جو پوری دنیا پر حکومت کر سکتی ہے۔ جبکہ فرقہ واریت ہماری تباہی و بربادی کا پیش خیمہ ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔

"اقبال، قرآن اور پاکستان" زیر بحث کتاب کا چوتھا مضمون ہے۔ ضرب کلیم میں شامل نظم "اجتہاد" سے اس مضمون کا آغاز کیا گیا ہے۔ جس طرح مسلمان قرآن کے مطابق خود کو ڈھالنے کے بجائے اپنی منشا کے مطابق قرآن کی توضیح کر رہا ہے اسی طرح اقبال کے کلام کو عملی درجہ دینے کے بجائے فکر اقبال کو ناقص ثابت کیا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ مغرب پرستی اور روشن خیالی ہے۔ پاکستان کے موجودہ حالات اس کا کھلا ثبوت ہیں۔ یہاں علاقائیت کو فروغ دیا جا رہا ہے اور سیاسی، سماجی، معاشی ترجیحات کو بدل دیا گیا ہے۔ پاکستان میں جاگیر دارانہ نظام، فرنگی نواز افسر شاہی نے ایسے عوام کو قبضے میں لیا ہوا ہے کہ وہ اس سے نجات حاصل نہیں کر سکی۔ ہمارے حکمران جھوٹ، ظاہر داری اور بناوٹ میں الجھ گئے ہیں جبکہ سادگی، درویشی، قناعت سے دور ہو گئے ہیں۔ پروفیسر فتح محمد ملک اس سلسلے میں کہتے ہیں کہ ہم اپنے اصل ملک کو چھوڑ کر بھیک مانگنے میں مصروف ہیں اور پاکستان کی نظریاتی اساس کو عالمی بنک اور آئی ایم ایف کے ہاتھوں گروی رکھ چکے ہیں۔

اقبال فراموشی کے پانچویں مضمون کا عنوان ''اقبال، پاکستان اور سید علی میاں'' ہے۔ یہاں سید علی میاں سے مراد سید ابوالحسن ندوی کی شخصیت ہے اس میں ان کے نظریات کو بیان کیا گیا ہے۔ پروفیسر فتح محمد ملک کے خیال میں مولانا ابوالحسن ندوی کی تعمیر و ترقی میں اقبال کے افکار کا بھی ہاتھ ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"یہ دنیائے اسلام کی خوش بختی ہے کہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی علمی و دینی شخصیت اقبال کی شاعری کی روح پرور آب و ہوا میں برگ و بار لائی تھی۔"(٦)

نقوشِ اقبال میں مولانا ابوالحسن علی ندوی کا ایک اقتباس اس بات کا واضح ثبوت پیش کرتا ہے کہ اقبال کی شاعری ان کے کلام کے مولانا کی شخصیت پر گہرے اثرات موجود تھے۔ پروفیسر فتح محمد ملک نے اقبال کے ساتھ مولانا کے نظریات کا جائزہ لیا اور اس نقطہ کی طرف اشارہ کیا اقبال کسی ایک فرقے تک محدود نہ تھے وہ پوری انسانیت کے مفسر تھے۔

اس کتاب کا چھٹا مضمون "علامہ اقبال، امام خمینی اور ترک فرنگ" ہے۔ اس میں امام خمینی کے نظریات کو زیر بحث لایا گیا ہے اور اس کے ساتھ ترک فرنگ کے حوالے سے اقبال اور امام خمینی کے نظریات پر بحث کی گئی ہے۔

ایرانی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ ایران کے انقلاب میں فکر اقبال کا اہم حصہ ہے۔پروفیسر صاحب اس سلسلے میں لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر علی شریعتی سے لے کر متعدد دانشور اور سیاست دان ایسے گزرے ہیں جنھوں نے ایران کے انقلاب میں اقبال کی فکر سے کام لیا۔امام خمینی کے یہ خیالات تھے کہ لوگوں کا اللہ پر یقین کم ہے اور وہ مادیت پرستی میں مبتلا ہیں۔ مغرب کے بجائے انھیں مشرق کی طرف یعنی اسلام کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ اقبال نے بھی انھی خیالات کا اظہار "جاوید نامہ" میں کیا تھا۔ دونوں مفکرین کا مقصد لوگوں کو اسلام کی طرف لانا تھا۔اقبال اپنے چھٹے خطبے "اسلام کی ساخت میں حرکت کا اصول" میں لکھتے ہیں:

> ''پھر تصوف نے یہ بھی کیا کہ تفکرانہ رخ کو خیال انگریزی کے بے لگام مواقع فراہم کر دے اور آخر کار اسلام کے بہترین اذہان کو اپنی طرف متوجہ کیا اور اپنے اندر جذب کر لیا یوں مسلم ریاست عام طور پر ایسے ہاتھوں میں چلی گئی جو عقلی سطح پر درمیانے درجے کے لوگ تھے یا اس پر اثر انداز ہونے والے عوامی گروہ تھے جو سوچتے سمجھتے نہیں تھے چونکہ اعلیٰ سطح کی شخصیت رہنمائی کے لیے موجود نہیں تھی لہٰذا اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں تھا کہ بے سوچے سمجھے مکاتیب فکر کا تتبع کیا جائے۔''(۷)

ہم بحیثیت مسلمان آزاد نظر آتے ہیں مگر یورپ اور امریکہ کے بے دام غلام بنے ہوئے ہیں۔ مغرب کی ترقی کا اصل راز مسلمانوں کی پیروی ہے جس کے بعد انھوں نے زمانے میں عروج حاصل کیا اور مسلمان مادیت کا شکار ہو کر بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔

اقبال فراموشی کے ساتویں مضمون ترکی کے حالات پر نظر ڈالی گئی ہے اس کا عنوان ''اقبال اور آج کا ترکی'' ہے۔اقبال ترکوں کی عقل مندی کے قائل تھے اور انھیں پوری امت کے لیے رہنما خیال کرتے تھے مگر موجودہ حالات میں ترکی نے مغرب کی اندھا دھند تقلید کر کے اقبال کے اس خیال کو غلط ثابت کر دیا۔پروفیسر فتح محمد ملک اس سلسلے میں لکھتے ہیں کہ ترکی میں انسانی حقوق کی تنظیم عورت کے سر ڈھانپنے کو لبرل ازم کے اصولوں کے عین مطابق اور حجاب پسندی کے مخالفین کو تنگ نظر اور جنوں کی حد تک متعصب قرار دیتے ہیں۔ ''اقبال اور عبادات کا سلامی تصور'' اس کتاب کا آٹھواں مضمون ہے۔ یہ ''ارمغان حجاز'' کی تفہیم پر مشتمل ہے۔ اس نظم میں جس کا عنوان ''ندائے غیب'' ہے اقبال نے سوالات وجوابات کی صورت میں کائنات میں چھپے رازوں کا ذکر کیا ہے۔ جن سے پردہ اٹھانے کی ضرورت ہے۔اس میں وہ کہتے ہیں کہ جب مسلمان نماز، روزہ، زکوۃ، حج جیسے تمام ارکان کو ادا کر رہے ہیں پھر ان کی ذلت اور زوال کا سبب کون سی چیز ہے؟ فتح محمد ملک اس بات کا جواب اس انداز سے

دیتے ہیں کہ مسلمانوں کے زوال کی بڑی وجہ انفرادی واجتماعی فکرو کردار کا جمود ہے۔اقبال کے مطابق مُلا کی زندگی میں تحرک نہیں ہے اور انسانی زندگی میں تحریک کے بغیر فائدہ نہیں۔ایسی زندگی اصل میں موت ہے۔پروفیسر فتح محمد ملک نے اس مضمون میں اقبال کے نظریات سے یہ ثابت کیا ہے کہ جب مسلمانوں نے اپنے آباء کے افکار و نظریات سے چشم پوشی کی تو انھیں زوال کا سامنا کرنا پڑا۔

اقبال فراموشی کا نواں مضمون ''خطبہ الہ آباد ایک نئی تشکیل'' کے عنوان سے ہے۔پروفیسر فتح محمد ملک لکھتے ہیں کہ خطبہ الہ آباد محض دستاویز نہیں تھی بلکہ یہ پوری مسلم امت پر عائد ہونے والا لائحہ عمل تھا۔آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس سے بہت سی امیدیں وابستہ تھیں۔یہ مضمون چھ ذیلی عنوانات پر مبنی ہے۔خطبہ الہ آباد میں اقبال نے یہ واضح کیا تھا کہ اسلام کا اخلاقی مسلک اور سیاسی مسلک باہم مربوط ہیں اور انگریزوں اور ہندوؤں کے اعتراضات کا تسلی بخش جواب اقبال نے اسی خطبے میں دیا۔اقبال نے مسلمانوں کو جدا قوم اور مذہب کی بنیاد پر قومیت کا تصور دیا۔ڈاکٹر وحید قریشی لکھتے ہیں:

> ''مسلمانوں کا قومی تشخص مخصوص اقدار پر منحصر ہے۔ جغرافیائی حدود کا پابند نہیں۔ گویا مسلمانوں کی قومیت مغرب کی جغرافیائی، نسلی، لسانی قومیت سے بھی الگ ہے اور قومیتوں کے جدید تصور سے بھی جداگانہ حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے عناصر ترکیبی مادی و جغرافیائی شکل وصورت کے باوجود ایک تعمیمی اور تنزلی دائرہ کار کے پابند ہیں۔''(۸)

اس مضمون کے آخری حصے میں فتح محمد ملک نے یہ بتایا ہے کہ اقبال کی نظر میں قائداعظم ہی پاکستان کو عملی شکل دے سکتے تھے۔اقبال خود کو قائداعظم کا ایک ادنیٰ سپاہی سمجھتے تھے۔

اقبال فراموشی کا دسواں مضمون "اقبال اور اسلامی اتحاد کا جدید تصور" ہے۔یہاں اقبال کے قومی، ملی اتحاد کو پروفیسر فتح محمد ملک نے بیان کیا ہے۔اقبال نسلی، لسانی اور جغرافیائی عوامل کے بجائے دینی وروحانی یگانگت کو ضروری خیال کرتے ہیں۔اقبال عہد حاضر میں اسلامی اتحاد کی شکل ملوکانہ کے بجائے جمہوری اتحاد کو قرار دیتے ہیں۔فتح محمد ملک اقبال کے اس تصور کے حوالے سے کہتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو اپنی خودی کی حفاظت کا درس دیتے ہیں کیونکہ خودی کی مضبوطی میں قوم کی طاقت پوشیدہ ہے۔اقبال مسلم اتحاد کا جدید تصور ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

> ''موجودہ لمحے میں ہر مسلم قوم کو اپنی خودی میں ڈوب جانا چاہیے۔ عارضی طور پر نہیں۔اپنی بصیرت کی توجہ اپنے آپ پر رکھنی چاہیے حتیٰ کہ سب طاقت ہو جائیں اور اتنے قوی ہو

جائیں کہ وہ جمہوری خاندانوں کا ایک زندہ گروہ بر سرِ اقتدار لے آئیں یہ ایک حقیقی اور زندہ اتحاد ہو گا۔"(۹)

اقبال فراموشی کا گیارھواں مضمون ''اقبال کی شاعری میں تصور پاکستان کا عکس'' ہے اس مضمون میں پروفیسر فتح محمد ملک نے اقبال کی شاعری میں نظر آنے والی ایسی جھلکیاں پیش کی ہیں جن میں تصور پاکستان کا عکس نظر آتا ہے۔اس کے علاوہ اقبال کی تمام شاعری کو ابتداء سے آخری دور تک گہری نظر سے دیکھا ہے اقبال کی 1907ء کی شاعری دیکھیں تو اس میں بھی مسلمانوں کی جداگانہ حیثیت کے عوامل ملتے ہیں۔اقبال نے وطنیت اور قومیت کے ساتھ ساتھ نسلی، لسانی اور فقہی اختلافات کو ختم کرنے کا تصور دیا۔اقبال نے بانگ درا میں ''الارض اللہ'' کے عنوان سے جو نظم لکھی اس کا مقصد یہ ہے کہ تمام زمین اللہ کی ہے۔اس لیے مسلمان کسی مخصوص حدود و قیود اور ملک کا پابند نہیں۔ اقبال کو نوجوانوں سے بہت سی امیدیں تھیں اور آخری عمر میں نوجوان ان کا مرکز رہے۔ اسلام میں مذہب و سیاست کے تصور کو فتح محمد ملک نے "اقبال فراموشی" کے بارھویں باب میں بیان کیا ہے اقبال پاکستان کے لیے کیسی حکومت پسند کرتے ہیں اس کا اظہار ان کے خط بنام قائدِ اعظم میں واضح انداز میں موجود ہے:

"اسلام کے لیے اشتراکی جمہوریت کو مناسب تبدیلیوں اور اسلام کے اصول شریعت کے ساتھ اختیار کر لینا تو انقلاب نہیں بلکہ اسلام کی حقیقی پاکیزگی کی طرف رجوع ہو گا ---یہ ضروری ہے کہ ملک کو ایک یا زیادہ مسلم ریاستوں میں تقسیم کیا جائے جہاں پر مسلمانوں کی واضح اکثریت ہو۔"(۱۰)

اقبال نے مسلم اکثریتی علاقوں پر مشتمل اسلامی ریاست کے قیام پر زور دیا جہاں مسلم اور غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کا خیال رکھا جاتا۔ فتح محمد ملک اقبال کے اس تصور کے بارے میں لکھتے ہیں یہ اقبال کا وہ اسلامی تصور ہے جو انھوں نے عہد حاضر کا جائزہ لے کر قرآن کی رہنمائی سے دریافت کیا جسے وہ پاکستان میں عملی طور پر نافذ دیکھنا چاہتے تھے۔پروفیسر فتح محمد ملک نے اقبال کی شاعری میں موجود مضامین کو الگ کر کے اس مضمون کا حصہ بنایا ہے۔

''اقبال کی حکمت اور حکمت عملی'' اس کتاب کا تیرھواں مضمون ہے۔اس میں اقبال کے تصورِ تفسیر کو موضوع بنایا گیا ہے کہ ثبات کسی چیز کو نہیں۔ زندگی رواں دواں ہے انسان خوب سے خوب تر کی تلاش میں ہے۔ اقبال کے اسی تصور کو پروفیسر فتح محمد ملک اس انداز میں لکھتے ہیں''جو قومیں ترقی کا سفر ترک کر دیں زندگی کے کارواں انھیں کچل کر رکھ دیتے ہیں۔''

اقبال کے مطابق نئی نسل کے لیے ضروری ہے کہ سیاسی، سماجی، تہذیبی اور معاشی حالات کو مد نظر رکھے اور آگے بڑھے۔

اقبال فراموشی میں شامل چودھویں مضمون کا عنوان ''اقبال اور ہمارا قومی مقدر'' ہے۔ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مقدر کبھی تبدیل نہیں ہو سکتا جبکہ یہ صرف کاہلی و سستی ہے اقبال اس تصور کے خلاف ہیں وہ قرآن کے مطابق بار بار کوشش کرنے پر زور دیتے ہیں۔ اقبال کے مطابق قومیں تقدیر پرستی کی وجہ سے ذوقِ عمل سے محروم ہو گئیں ہیں۔ اقبال نے تحرک کا درس دیا تقدیر پرستی کو چھوڑ کر عملی زندگی گزارنے کا درس دیا۔ اس کتاب کا آخری مضمون ''اقبال اور معاشی انصاف کی تلاش'' ہے۔ پروفیسر فتح محمد ملک نے اس مضمون میں اقبال اور شتراکیت، سرمایہ داری اور پاکستان کے معاشی نظام پر بحث کی ہے۔ اقبال کی نظم ''لینن خدا کے حضور'' اس بحث کا مرکز ہے۔ یہ نظم تین حصوں میں تقسیم ہوئی ہے۔ پہلا حصہ خدا کے حضور اعتراف اور ندامت پر مبنی ہے۔ دوسرا حصہ سرمایہ دارانہ نظام پر مشتمل ہے جبکہ تیسرا حصہ سائنس و ٹیکنالوجی انسانیت کے لیے خطرہ پر مشتمل ہے۔ انگریزوں کے جانے کے باوجود ہم ذہنی غلام ہیں اور آزاد نہیں ہوئے۔

اقبال نے اپنی شاعری کے ذریعے کسان کو جاگیر دار اور مزدور کو سرمایہ دار سے آزاد کرانے کی کوشش کی لیکن موجودہ دور میں بھی اسی صورت حال کا ہم شکار ہیں۔ ہمارے حکمران مغربی طرز زندگی کو سب کچھ سمجھتے ہیں جبکہ مراعات حکمرانوں کے لیے نہیں عوام کے لیے ہوتی ہیں۔ پروفیسر فتح محمد ملک اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

> ''اقبال نے اپنی شاعری اور فلسفیانہ تحریروں میں عمر بھر نہ صرف معاشی ظلم کے خلاف احتجاج کیا ہے بلکہ اس ظلم کو مٹا کر معاشی انصاف کے ایک نئے نظام کے قیام کی بنیادیں بھی فراہم کی ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ آج ہم اقبال کے تصورات کو پاکستان میں ایک عادلانہ معاشی نظام کے نفاذ کی بنیاد بنائیں۔''(۱۱)

مصنف نے اس کتاب میں اقبال کے افکار و نظریات کی مکمل تفہیم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اقبال کے افکار کو عصری تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ کر کے انھوں نے اقبال کو ایک فنی جہت عطا کی ہے اور عصرِ حاضر میں اقبال کے کلام کی اہمیت و ضرورت کو اجاگر کر کے یہ ثابت کیا کہ آج ہمیں اقبال کے افکار و نظریات سے رہنمائی لینے کی زیادہ ضرورت ہے۔

حوالہ جات

(۱) فتح محمد ملک، پروفیسر، اقبال فراموشی، سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۲ء، ص۷

(۲) علامہ اقبال، ڈاکٹر، ضرب کلیم، مشمولہ کلیات اقبال اردو، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ص۲۰۸

(۳) فتح محمد ملک، پروفیسر، اقبال اور شیطان کا سیاسی منشور، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ص۱۶

(۴) علامہ اقبال، ڈاکٹر، "بالِ جبریل"، مشمولہ کلیات اقبال اردو، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ص۴۰۴

(۵) فتح محمد ملک، پروفیسر، اقبال: اسلام اور مذاہب فقہ، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء، ص۳۰

(۶) فتح محمد ملک، پروفیسر، اقبال فراموشی، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء، ص۴۹

(۷) شہزاد احمد (مترجم)، اسلامی فکر کی نئی تشکیل از علامہ اقبال، لاہور: مکتبہ خلیل، س ن، ص۱۸۱

(۸) وحید قریشی، ڈاکٹر، "پاکستان میں قومیت کی تشکیل"، مشمولہ اقبال تصور قومیت اور پاکستان، مرتبہ، ڈاکٹر تبسم کاشمیری، لاہور: مکتبہ عالیہ، ۱۹۷۷ء، ص۲۱۹

(۹) شہزاد احمد (مترجم)، اسلامی فکر کی نئی تشکیل از علامہ اقبال، لاہور: مکتبہ خلیل، س ن، ص۱۸۹

(۱۰) اقبال کے خطوط جناح کے نام، ترجمہ و ترتیب محمد جہانگیر عالم، لاہور: یونیورسل بکس اردو بازار، ۱۹۸۶ء، ص۵۰

(۱۱) فتح محمد ملک، پروفیسر، اقبال فراموشی، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء، ص۲۰۸